اولیاتِ برصغیر

فضل الرحمن محمود

''اوائل'' یا ''اولیات'' کے موضوع پر کئی علما نے قلم اٹھایا ہے، ان میں امام سیوطی، سلیمان بن احمد الطبرانی، اور ابن ابی عاصم شیبانی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اردو زبان میں اس موضوع پر انھی علما کی کتب سے قابلِ اعتماد معلومات کا انتخاب کرکے ترمیم و اضافے کے ساتھ ''سب سے پہلے کون'' کے عنوان سے شیخ عظیم حاصل پوری نے کتاب لکھی ہے۔ اس مضمون میں خاص طور پر برصغیر کے حوالے سے پیش آنے والی ''اولیات'' کو جمع کیا گیا ہے:

۱. برصغیر میں سب سے پہلے عوامی سطح پر درسِ قرآن شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شروع کیا، اس سے پہلے عوامی سطح پر درس قرآن نہیں ہوا کرتا تھا، محدود درس قرآن کا آغاز شاہ عبدالعزیز کے دادا شاہ عبدالرحیم نے شروع کیا تھا، پھر شاہ ولی اللہ نے اس کو جاری رکھا، لیکن عام سطح پر درسِ قرآن، جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوا کرتے تھے، وہ شاہ عبدالعزیز کا درسِ قرآن تھا، جو ہفتہ میں دو بار ہوا کرتا تھا[1]۔

۲. پاکستان میں بنکاری کے نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا کام ۱۹۸۰ء میں شروع ہوا۔ ۱۹۸۰ء میں اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک رپورٹ پیش کی، جو اس اہم موضوع پر ایک متفق علیہ رپورٹ تھی۔ اس رپورٹ کی تیاری میں ماہرین بنکاری بھی شامل تھے، پاکستان کے تمام بڑے بنکوں کے سربراہ یا سینئر نمائندے اس رپورٹ کی تیاری میں شریک تھے۔ پاکستان کی تمام یونی ورسٹیوں کے شعبہ ہائے اکنامکس کے اس وقت کے سربراہان اس رپورٹ کی تیاری میں شریک تھے، علما میں دیوبندی، بریلوی، شیعہ، اہل حدیث اور کوئی مسلک نہ رکھنے والے سب علما نے اس کے ساتھ اتفاق کیا۔ یہ رپورٹ ایک خالص فقہی مسئلہ کے بارے میں تھی کہ پاکستان سے سود کا خاتمہ کس طرح کیا جائے؟ اور کن مراحل میں ختم کیا جائے؟ یہ رپورٹ ماہرینِ معاشیات، ماہرین قانون، علمائے شریعت سب کی متفقہ طور پر تیار کردہ تھی۔ یہ دنیائے اسلام کی تاریخ میں

---

[1]۔ محاضرات حدیث، محمود احمد غازی، ص ۷ ۴۲، الفیصل ناشران، اردو بازار لاہور، اشاعت ہفتم، مئی، ۲۰۱۲ء

پہلی مرتبہ ہوا کہ ایک فقہی اور قانونی مسئلہ پر دنیائے اسلام میں دستیاب تمام مہارتوں نے اور مختلف نقطۂ نظر رکھنے والے لوگوں نے ایک متفقہ رائے پیش کی[1]۔

3. سر عبدالرحیم جو ایک مسلمان قانون دان تھے، ان کا تعلق کلکتہ سے تھا، انہوں نے اسلام کے نقطۂ نظر کو ایک نئے انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے اسلام کے اصولِ قانون پر ایک کتاب لکھی جو انگریزی زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے (Principles of Muhammadan Jurisprudence) اور یہ انگریزی زبان میں اصول الفقہ پر پہلی کتاب ہے۔ کتاب کے مصنف عربی زبان سے کسی حد تک، اور فارسی اور اردو سے بڑی حد تک واقف تھے۔ اور فقہ اسلامی سے مصنف کو اچھی خاصی واقفیت تھی، انگریزی زبان پر مکمل دسترس حاصل تھی، انگریزی قانون کے بڑے ماہر تھے، اس لیے انھوں نے انگریزی زبان میں، انگریزی اصطلاحات اور انگریزی اسلوبِ بیان میں اصول فقہ کے موقف کو پہلی مرتبہ مغربی دنیا کے سامنے رکھا[2]۔

۴. ہندیات کے مشہور محقق ابوریحان بیرونی کے حوالہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ جس زمانے میں بیرونی ہندوستان آیا تھا، اس کی آمد سے کچھ دن پیشتر ایک کشمیری پنڈت نے پہلے پہل ویدوں کو کتابی قالب عطا کیا، ورنہ اس سے پہلے ویدوں کا سارا دارومدار ان پنڈتوں کے حافظہ پر تھا جو نسلا بعد نسل اس کے اشلوکوں کو زبانی یاد کرتے آرہے تھے۔ اس کشمیری پنڈت سے پہلے زبانی یادداشت کی شکل میں کم از کم دو ہزار سال تک ہندو دھرم کی یہ بنیادی کتاب کاغذ، سیاہی اور قلم و دوات کی منت کشی سے آزاد رہی[3]۔

۵. عالم اسلام میں علمِ جرح وتعدیل پر پہلی مستقل کتاب مولانا عبدالحي لکھنوی نے لکھی[4]۔

---

[1]۔ محاضرات فقہ، محمود احمد غازی ص: ۵۳۴۔

[2]۔ محاضرات فقہ، ص: ۵۲۳۔

[3]۔ تدوین حدیث، مولانا مناظر احسن گیلانی، ص: ۸۹۔

[4]۔ لمحات من تاريخ السنة وعلومها، عبد الفتاح أبوغدة، ص: ۹۸.

٦. ابتدا میں برصغیر کے نصاب میں حدیث اور تفسیر کی کتابیں یا تو سرے شامل نہیں تھیں یا محض برائے نام شامل تھیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو پہلی بار مشکوۃ کا نسخہ ساتھ لائے، اس کے بعد ہی برصغیر میں اسلامی تاریخ میں غالباً پہلی بار باقاعدہ طور پر علم حدیث کی درسی کتاب کے طور پر مشکوۃ شریف مروج ہو گئی[1]۔

٧. عوام کو دینی باتوں کے سمجھانے کے لیے عام فہم، سلیس اور ٹھیٹ اردو میں مختصر رسالے لکھنے کی داغ بیل سب سے پہلے سید احمد شہید نے ڈالی، انھی کی روِش ان کے خلفا اور مریدانِ بااخلاص شاہ اسماعیل شہید، مولانا خرم علی بلہوری اور اولاد حسن قنوجی رحمهم الله نے اختیار کی اور روزمرہ کی سادہ اردو میں مفید رسالے لکھے[2]۔

٨. برصغیر میں پہلی مرتبہ تصحیح و تعلیق اور تحقیق کے بعد بخاری شریف کو مولانا احمد علی سہارن پوری نے شایع کیا[3]۔

٩. دورِ جدید میں ایک نئے علم الکلام کی ضرورت کا احساس پیدا ہو چلا ہے۔ علمِ کلامِ نو جس میں یونانیوں کی غیر ضروری عقلیات، ازکار رفتہ دلائل، اور غیر علمی خرافات سے جان چھڑا کر رائج الوقت اسلوب استدلال اور رائج الوقت علمیات کے اصول مسلمہ کے مطابق احکام قرآن کی وضاحت اس طرح کی جائے کہ اس میں نئے استدلال اور نئے اسلوب سے کام لیا گیا ہو۔ یہ بات ہمارے لیے بڑی خوش آئند ہے کہ اس ضرورت کا احساس سب سے پہلے برصغیر میں ہوا[4]۔

١٠. عالمِ اسلام میں علامہ اقبال نے سب سے پہلے اسلامی قوانین پر از سر نو غور و خوض کی ضرورت کا احساس کیا۔ انھوں نے صوفی غلام مصطفی تبسم کے نام ایک خط میں، جو غالباً ۱۹۲۵ء کی کسی تاریخ میں لکھا گیا تھا، کہا تھا کہ مسلمانوں پر اس وقت جو وقت آیا ہے یہ بڑا نازک دور ہے۔ مذہبِ اسلام زمانے کی کسوٹی پر کسا جا رہا ہے۔ اس وقت یا تو مسلمان اپنی آزادی یا بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں یا اسلامی قوانین پر غور کر رہے ہیں۔ پھر علامہ اقبال نے لکھا کہ میرے خیال میں اس زمانے میں ضرورت اس بات

---

[1] ۔ نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر ٥/٥٥٤، عبد الحي بن فخر الدين بن عبد العلي الحسني الطالبي، دار النشر: دار ابن حزم – بيروت، لبنان ، الطبعة الأولى: ١٤٢٠ هـ، ١٩٩٩م.

[2]۔ سید احمد شہید کی اردو تصانیف و اردو ادب پر ان کی تحریک کا اثر اور سید شہید کا فقہی مسلک، عبدالحلیم چشتی، ص: ۱۳، الرحیم اکیڈمی کراچی، تاریخ طبع: ۱۹۸٦ء۔

[3]۔الاتجاهات الحديثية في القرن الرابع عشر الهجري، محمود سعيد ممدوح، ص:٣٢، دار البصائر، الطبعة الأولى: ٢٠٠٩م – ١٤٣٠هـ۔

[4]۔ عصر حاضر اور شریعت اسلامی، محمود احمد غازی، ص: ۳۱۱، طبع اول، ۲۰۰۹ء، ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد۔

کی ہے کہ دورِ جدید کے اصولِ قانون پر ایک تنقیدی نگاہ ڈال کر احکام اسلام کی ابدیت کو ثابت کیا جائے، جو شخص اس کام کو کرے گا اور احکامِ اسلامیہ کی ابدیت کو ثابت کرے گا، وہ میرے نزدیک اس دور کا مجدد ہو گا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ اقبال کی نظر میں پاکستان بننے سے تقریباً ۲۵/۳۰ سال پہلے اسلامی قوانین پر غور و فکر اور تحقیقی کام کتنا اہمیت رکھتا تھا اور وہ برِّصغیر کے مسلمانوں کی آزادی کے بعد پیش آنے والے مسائل اور معاملات پر کتنی گہرائی سے غور کر رہے تھے۔ علامہ اقبال کی مختلف تحریروں اور بیانات میں ان خطوط کی طرف بھی اشارات ملتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ اسلامی قوانین پر غور کرنا چاہتے تھے۔ آج ہماری من حیث القوم یہ ذمہ داری ہے کہ ہم علامہ اقبال کے افکار و تجاویز سامنے رکھتے ہوئے ایک ایسا نقشۂ کار وضع کریں جس سے کام لے کر اسلامی قوانین کا نفاذ کیا جاسکے اور دورِ جدید کے انسانی ساختہ قوانین پر ان کی برتری ثابت کی جاسکے۔ چناں چہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ دورِ جدید کے وہ مسلم دانش ور اور محققین جو اسلامی قانون اور فقہ سے واقفیت رکھتے ہیں اور جن کو اللہ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ دورِ جدید کے اصولِ قانون اور تصوراتِ قانون پر نگاہ ڈال سکیں، ان کی یہ ملی اور اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ احکامِ اسلامیہ کی ابدیت کو ثابت کریں اور دورِ جدید کے تصورات کی روشنی میں دنیا کو یہ بتائیں کہ اسلام کے قوانین ہی انسان کے درد کا مداوا ہیں۔ ایک صحیح الخیال مسلمان جس کو اس بات کا مکمل یقین ہے کہ اسلام ہی اللہ تعالی کا آخری پیغام ہے، جس کو اس بات پر شرح صدر حاصل ہے کہ اسلام کا قانون ہی انسان کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل ہے اور جو ہر دور میں اسلامی شریعت کی معنویت اور صلاحیت پر کامل ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے تو معاملہ اتنا زیادہ مشکل نہیں۔ علامہ اقبال نے جو توجہ دلائی ہے وہ ان لوگوں کو قائل کرنے اور مطمئن کرنے کے لیے ہے جن اسلام پر یا تو ایمان ہے ہی نہیں یا کم زور ہو چکا ہے، کو اسلام پر یا تو کار بند نہیں ہیں یا اسلام سے ان کی وابستگی بہت کم زور ہو چکی ہے، ایسے لوگوں کے لیے اسلام کے تصور حیات، تعلیمات اور قوانین کو اس انداز میں پیش کرنا کہ ایسے سب لوگ دور جدید میں احکام اسلامیہ کی ابدیت پر پوری طرح مطمئن ہو جائیں، وقت کی سب سے بڑی علمی اور فکری ضرورت ہے۔ یہ در حقیقت ایک مجددانہ کام ہے جو پوری دنیا کے مسلمانوں کا بالعموم اور پاکستانیوں کا بالخصوص ایک اجتماعی فریضہ

ہے، کیوں کہ پاکستان ہی کے مصور اور پاکستان ہی کے فکری بانی اور مؤسس نے اس کی اہمیت کو سب سے پہلے محسوس کیا تھا اور اس کی طرف توجہ دلائی تھی[1]۔

۱۱. مسلم امہ کی چودہ سو سالہ تاریخ میں دینی مدرسے کا تصور سب سے پہلے برصغیر میں انگریز گورنر جنرل ہیسٹنگر نے ۱۷۸۱ء میں کلکتہ مدرسہ کھول کر پیدا کیا۔ اس سے قبل بغداد کے دارالحکومت سے شروع ہونے والی مدارس کی تحریک دنیا بھر کے علوم کی قائد بنی، اس کے زیر اثر قائم ہونے والے تمام مدارس علوم دینیہ اور دنیویہ میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ ان کے نزدیک سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مصداق علم مؤمن کی گم گشتہ متاع تھا۔ اس امت کے تمام مدارس میں قرآن و سنت اور فقہ کے علاوہ جو علوم پڑھائے جاتے تھے، ان میں علم طب، علم کیمیا، علم فلسفہ، علم تاریخ، اور دیگر کئی علوم بھی شامل تھے[2]۔

۱۲. 1810ء میں کلکتہ میں پہلا مشنری سکول کھولا گیا جس کے نصاب میں بائبل کی اخلاقیات اور عیسائی تعلیم کے ساتھ تمام دنیوی علوم پڑھائے جاتے تھے، انگریزی کو ذریعۂ تعلیم بنایا گیا اور تمام نوکریوں کے لیے انگریزی لازمی قرار دے دی گئی[3]۔

۱۳. قرآن مجید کا سب سے پہلا بامحاورہ ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی رحمہ اللہ نے کیا[4]۔ یہ ترجمہ نہ صرف اردو زبان کا پہلا بامحاورہ ترجمہ ہے؛ بلکہ صحت کے اعتبار سے اردو کا بہترین ترجمہ بھی ہے۔ اس سے استفادے کے دوران میں اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے بہت سے مشکل مقامات جہاں مفسرین نے لمبی لمبی بحثیں کی ہیں اور بہت سے سوالات اٹھائے ہیں، وہاں شاہ صاحب ترجمہ اس طرح کر دیتے ہیں کہ کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا؛ بلکہ خود بخود ترجمہ سے ہی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

---

[1]۔ اسلام کا قانون بین الممالک، محمود احمد غازی، ص: ۱۸ و ۱۹، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، ۲۰۱۴ء۔

[2]۔ ماہنامہ تعمیر افکار، کراچی، مدارس نمبر، مقالہ: اوریا مقبول جان ص: ۱۴۵۔

[3]۔ ماہنامہ تعمیر افکار، کراچی، مدارس نمبر مقالہ: اوریا مقبول جان ص: ۱۴۷۔

[4]۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ اپنے ترجمۂ قرآن کے مقدمے میں فرماتے ہیں: ''اسی کے ساتھ یہ امر بھی اچھی طرح سمجھ میں آگیا کہ جو لوگ زبان عربی سے ناواقف ہیں، ان کے لیے اگرچہ ترجمہ تحت لفظی میں بعض مخصوص فائدے ہیں، جو بامحاورہ ترجمے میں نہیں ہیں، مگر ترجمہ سے جو بڑی غرض یہ ہے کہ عام اہل اسلام ہند کو قرآن مجید کا سمجھنا سہل ہو جاوے، یہ غرض جس قدر بامحاورہ ترجمہ سے حاصل ہو سکتی ہے، تحت لفظی سے ممکن نہیں۔ چناں چہ شاہ عبد القادر دہلوی جو کہ بامحاورہ اردو ترجمے کے بانی اور امام ہیں، انھوں نے ترجمہ تحت لفظی کو چھوڑنے اور بامحاورہ ترجمے کو اختیار کرنے کی یہی وجہ بیان فرمائی ہے۔ (قرآنی ترجمہ نگاری کی اہمیت اور اصول و قوانین، عبد الخالق آزاد، ص: ۸۴، رحیمیہ مطبوعات لاہور، ۲۰۱۶ء)۔

ترجمہ اگرچہ پرانا ہے اور اس کا اسلوب بھی اب متروک ہو چکا ہے؛ لیکن اردو زبان میں اس سے بہتر ترجمہ کرنا ممکن نہیں ہے[1]۔

۱۴. احادیثِ نبویہ کو سب سے پہلے کمپیوٹرائزڈاکٹر مصطفی اعظمی نے کیا۔[2]

۱۵. ہماری تراث کی چند اہم کتابیں ایسی ہیں جو برصغیر کے علما کی ہی کوششوں سے پہلی بار منظر عام پر آئیں۔ ان میں سے صحیح ابن خزیمہ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ احادیث صحیحہ پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے، چار جلدوں میں اس کی اشاعت ڈاکٹر مصطفی اعظمی کی تخریج و تحقیق کے بعد ہی ممکن ہو سکی۔

۱۶. محدثین کے اسلوبِ نقدِ حدیث پر سب سے پہلے ڈاکٹر مصطفی اعظمی نے قلم اٹھایا۔ اس موضوع پر آپ نے ایک کتاب ''منهج النقد عند المحدثين نشأته، تاريخه'' کے نام سے لکھی[3]۔

۱۷. ''الكفاية في علم الرواية''، یہ خطیب بغدادی کی مشہور زمانہ کتاب ہے، پہلی بار دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، دکن کے ذریعے سامنے آئی۔

۱۸. ''لسان الميزان'' اور ''تهذيب التهذيب''، جو علمِ رجال پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی انتہائی مشہور اور مستند کتابیں ہیں، پہلی بار اسی ادارے نے شائع کیں۔

۱۹. ''المؤتلف و المختلف''، حافظ ابن ماکولا کی بڑی جامع کتاب ہے اور کئی جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی بار اسی ادارہ سے شائع ہوئی۔

---

[1]۔ محاضرات قرآنی، محمود احمد غازی، ص: ۲۱۹، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار لاہور، اشاعت پنجم: ۲۰۰۹ء۔

[2]۔الحاسب الآلي واستخدامه في علوم السنة، أحمد معبد عبد الكريم، انظر هذا المقال في "موسوعة علوم الحديث الشريف"، ص:۳۳۸.

[3]۔اس کتاب میں موصوف نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ محدثین کرام نے احادیث کے علمی ذخیرہ کو صحیح قرار دینے کے لیے جو اسلوب اختیار کیا ہے، اس کی کوئی نظیر حتیٰ کہ ہمارے زمانہ میں بھی نہیں ملتی ہے۔ نیز اس کتاب میں تدوین حدیث کے ابتدائی دور میں محدثین کے حقیقی طریق کار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور ۲۳۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۵ء میں ریاض سے، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں ریاض سے اور تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں ریاض سے شائع ہوئے ہیں، اس کے بعد بھی اس کتاب کے شائع ہونے کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ کتاب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے نصاب میں داخل ہے۔ (ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ ۵، جلد: ۹۸، رجب ۱۴۳۵ ہجری مطابق مئی ۲۰۱۴ء، الحديث: مجلة علمية محكمة نصف سنوية. السنة الرابعة، ص:۲۱۹، العدد الثامن، صفر ۱۴۳۶ھ ديسمبر۲۰۱۴م)

۲۰. کتاب "الجمع بین کتابَي أبی نصر الکلاباذی و أبی بکر الأصفهانی فی رجال البخاری ومسلم"، صحیح بخاری اور مسلم کے مشترک رجال پر یہ کتاب سب سے پہلے اسی ادارہ سے شائع ہوئی[1]۔

۲۱. برصغیر میں من گھڑت اور موضوع احادیث پر پہلی جامع اور مستند کتاب شیخ طاہر پٹنی کے قلم سے وجود میں آئی، انھوں نے ''تذکرة الموضوعات'' کے نام سے کتاب لکھی۔ یہ انتہائی جامع اور ضخیم کتاب ہے، اس کے کئی ایڈیشن پاکستان، ہندوستان اور عرب دنیا میں شائع ہوئے اور عام طور مشہور و معروف ہیں[2]۔

۲۲. برصغیر میں سب سے پہلے موطا امام مالک کا درس شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے شروع کیا[3]۔

۲۳. مصنف عبد الرزاق ایک بڑی جامع کتاب ہے، اتنی جامع کہ حدیث کے چند جامع ترین مجموعوں میں اس کا شمار ہوتا ہے، صحابہ اور تابعین کے اقوال اور فتاوی کا بہت بڑا ماخذ ہے، فقہ حنفی کے لیے مفید ذخیرہ ہے؛ لیکن اس کے مخطوطے بہت محدود تھے کہیں کہیں پائے جاتے تھے، مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ نے اسے ایڈٹ کیا اور بھارت کے سملک (صوبہ گجرات) سے چھپوا کر پوری دنیا میں تقسیم کرا دیا۔

۲۴. ''مسند الحمیدی''، ابو بکر عبد اللہ بن زبیر حمیدی کی تالیف ہے، جو امام بخاری کے استاذ ہیں، یہ کتاب عام طور پر نہیں ملتی تھی، کہیں کہیں اس کے مخطوطے اور نسخے موجود تھے، مولانا حبیب الرحمن اعظمی نے اس کو بھی ایڈٹ کیا، اور صوبہ گجرات کے شہر سملک سے ہی شائع کرا دیا، آج وہ دنیا کی ہر لائبریری میں موجود ہے۔

۲۵. ''سنن سعید بن منصور''، امام سعید بن منصور کی تالیف ہے، جو امام مسلم، امام ابوداود، ابوزرعہ دمشقی، ابوزرعہ الرازی اور امام احمد بن حنبل کے استاذ اور شیخ تھے۔ اس کے اجزا کی اولین دریافت، تحقیق و تعلیق اور ترتیب ڈاکٹر حمید اللہ نے کی اور مجلس علمی، ڈابھیل سے چھپوا کر دنیا میں عام کیا[4]۔

---

[1] ۔ محاضرات حدیث، محمود احمد غازی، ص: ۴۳۵۔

[2] ۔ محاضرات حدیث، محمود احمد غازی، ص۴۱۸۔

[3] ۔ محاضرات تعلیم، محمود احمد غازی، ص: ۲۵۹، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، طبع دوم ۲۰۱۴ء۔، محاضرات حدیث، ص: ۴۲۶

[4] ۔ مقالہ بعنوان: المجلس العلمی: برصغیر میں خدمت و اشاعت حدیث کا قدیم ادارہ، نثار احمد، ص: ۱۳۳، مجلہ فکر و نظر، اسلام آباد، جلد: ۴۲۔۴۳، شمارہ: ۴،۱۔

۲۶. امام ابو بکر بزار کی کتاب مسند بزار، اس کے زوائد پر ایک پرانی کتاب چلی آ رہی تھی جس کا نام تھا "کشف الاستار عن زوائد البزار"، یہ بھی پہلی مرتبہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی نے ایڈٹ کروا کر شائع کروادی[1]۔

۲۷. جدید علم اقتصاد پر اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب علامہ اقبال نے لکھی[2]۔

۲۸. حضور ﷺ کے مکاتیب اور دستاویزات پر پہلی کتاب شیخ ابو جعفر محمد بن ابراہیم الدیبلی نے لکھی۔ دیبل بعض لوگوں کے خیال میں کراچی کا پرانا نام تھا۔ بعض لوگوں کے خیال میں ٹھٹہ کے قریب کسی بستی کا نام تھا۔ بہر حال یہ سندھ ہی کی کوئی بستی تھی اور علامہ ابو جعفر الدیبلی سندھ ہی کی کسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ چوتھی صدی ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ انھوں نے مکاتیب نبوی پر ایک کتاب لکھی۔ یہ مکاتیب نبوی پر قدیم ترین کتاب ہے، جس کا اردو ترجمہ بھی ڈاکٹر عبد الشہید نعمانی نے شائع کیا ہے اور آج کل دستیاب ہے[3]۔

۲۹. شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ برصغیر میں علم حدیث کے امام گزرے ہیں۔ حدیث کے علاوہ سیرت پر بھی ان کا کام بہت بلند پایہ ہے۔ برصغیر میں سیرت پر جو بہترین اور ابتدائی کتابیں لکھی گئیں، وہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے قلم سے سامنے آئیں۔ مدارج النبوہ ان کی دو جلدوں میں بارہ سو صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے۔ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ یہ برصغیر کی سب سے پہلی اور مستند کتاب سیرت ہے۔ سیرت کے ہر گوشے سے بحث کرتی ہے[4]۔

۳۰. قرآن مجید کو پہلی مرتبہ نصابی متن کے طور پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے متعارف کرایا۔ شاہ صاحب سے پہلے تک قرآن مجید خود بطور درسی متن کے نصاب میں شامل نہ تھا۔ بعض تفسیروں کا انتخاب پڑھادیا جاتا تھا؛ لیکن یہ بھی وہ تفسیریں تھیں جو کلامی اور فلسفیانہ نقطۂ نظر سے لکھی گئی تھیں یا ادبی اور بلاغتی نقطۂ نظر سے لکھی گئی تھیں۔ ایسی تفاسیر کے کچھ حصے برائے نام یا کچھ نمونے، نصاب میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ قرآن پاک براہ راست نہیں پڑھایا جاتا تھا[5]۔

---

[1]۔ محاضرات حدیث، ص: ۴۴۷۔

[2]۔ اسلام اور مغرب تعلقات، محمود احمد غازی، ص: ۳۴۷۔

[3]۔ محاضرات سیرت، محمود احمد غازی، ص: ۸۵، الفیصل ناشران، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، اشاعت پنجم: ۲۰۱۵ء

[4]۔ محاضرات سیرت، محمود احمد غازی، ص: ۵۹۸۔

[5]۔ محاضرات سیرت، محمود احمد غازی، ص: ۶۰۵۔

۳۱. امام ترمذی کی ''شمائل'' کا سب سے پہلا اردو ترجمہ مولانا کرامت علی جون پوری نے کیا، یہ سید احمد شہید کے تلامذہ میں سے تھے، اور ان کے خاص شاگردوں اور مریدین میں شامل تھے۔ ان کے اصلاحی اور جہادی کارناموں سے برصغیر کی تاریخ کا ایک باب روشن ہے۔ انھوں نے مشرقی ہندوستان بہار، اڑیسہ اور بنگال کے علاقوں میں جہاد اور اصلاح کی شمع روشن کی اور سیرت و حدیث کے مضامین کو مقبول بنایا۔ ان کا یہ ترجمہ ''انوار محمدی'' کے نام سے ۱۲۱۲ھ میں مکمل ہوا تھا[1]۔

۳۲. ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے سیرتِ نبوی کے بعض ایسے پہلو نمایاں کیے جو ان سے پہلے کسی سیرت نگار کے سامنے نہیں تھے، انھوں نے دریافت کیا کہ مکہ ایک ''شہری ریاست'' یعنی سٹی اسٹیٹ تھا۔ انھوں نے قدیم ماخذ سے یہ ساری معلومات جمع کیں۔ اس پر اردو، انگریزی، فرانسیسی، عربی اور جرمن زبانوں میں متعدد تحقیقی مقالات لکھے، اور پہلی مرتبہ انھوں نے ہی مکہ مکرمہ کے بارے میں ''سٹی اسٹیٹ'' ہونے کی بات کی۔

۳۳. اسی طرح ڈاکٹر حمید اللہ نے ہی پہلی مرتبہ مدینہ منورہ میں ''سٹی سٹیٹ'' کے آغاز کی بات کی۔

۳۴. ڈاکٹر حمید اللہ پہلے مسلمان محقق اور سیرت نگار تھے جنھوں نے میثاق مدینہ پر اس نقطۂ نظر سے غور کیا کہ ''میثاق مدینہ'' اسلام کی تاریخ تو کیا بلکہ پوری انسانیت کی تاریخ کا پہلا تحریری دستور ہے۔ انھوں نے اس پر کتاب لکھی (The First Written Constitution of the World)، یہ انگریزی میں ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔

۳۵. سیرت کے بعض ماخذ کی ایڈیٹنگ بھی پہلی مرتبہ ڈاکٹر حمید اللہ کے قلم سے سامنے آئی، واقدی کی ''کتاب الردۃ'' کی انھوں نے ایڈیٹنگ کی۔

۳۶. سیرت ابن اسحاق کی اولین دریافت، ایڈیٹنگ اور اشاعت کا سہرا بھی ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کو جاتا ہے[2]۔

۳۷. بلاذری کی کتاب الانساب کی سب سے پہلی ایڈیٹنگ اور اشاعت بھی ڈاکٹر حمید اللہ کے ذریعے لوگوں کے سامنے آئی[3]۔

---

[1]۔ محاضرات سیرت، محمود احمد غازی، ص: ۶۱۴۔

[2]۔ مقالہ بعنوان: ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار، محمد اکرم رانا، مجلہ فکر و نظر، جلد: ۴۰۔۴۱، شمارہ: ۴،۱۔

[3]۔ محاضرات سیرت، محمود احمد غازی، ص: ۶۷۶۔

۳۸.	ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے مسلمانوں کے قانون بین الممالک کو ۱۹۳۰ کے لگ بھگ اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ کئی سال کی طویل تحقیق اور عرق ریزی کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اس موضوع پر اپنا تحقیقی کام مکمل کیا جس پر آپ کو عثمانیہ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی ملی۔ڈاکٹر صاحب کا یہ مقالہ پہلی بار ۱۹۴۱ میں لاہور سے مسلم کنڈکٹ آف سٹیٹ کے نام سے شائع ہوا،اب تک اس کے کم و بیش ایک درجن ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور ہر ایڈیشن میں مصنف نے حتی الامکان اپنی تازہ ترین تحقیقات و معلومات کو سمونے اور مقالے کے مندرجات میں ضروری ترامیم واصلاحات کرنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی یہ کتاب مسلم کنڈکٹ آف سٹیٹ ''(انگریزی) کسی مغربی زبان میں اسلام کے قانون بین الممالک پر لکھی جانے والی پہلی جامع اور تحقیقی کتاب ہے[1]۔

۳۹. اردو زبان کی صرف و نحو پر برصغیر میں سب سے پہلے اردو کے مشہور شاعر میر انشاءاللہ خان انشا دہلوی نے قلم اٹھایا،ان کی کتاب دریائے لطافت ۱۸۰۲ء/۱۲۲۲ھ میں بہ عہد نواب سعادت علی خان بہادر لکھی گئی۔اس میں علاوہ قواعد صرف و نحو کے عورتوں کے محاورات ، مختلف قوموں کی بولیاں اور گفتگوئیں اور طرح طرح کی نظم و نثر بھی شریک ہے۔ بعض محاورات والفاظ کی تحقیق بھی خوب کی ہے[2]۔

---

[1]۔اسلام کا قانون بین الممالک، ص:۲۰۶۔

[2]۔ قواعد اردو، مولوی عبدالحق،الناظر پریس واقع خیالی گنج لکھنؤ،(۱۹۱۴ء)ص:۲۵